TQ Lesson 194 Surah Shura Ayat 192-227 tafseer2

اب آپ دیکھئے کہ آیت 210 کیونکہ قرآن کے جو مخالف تھے وہ بہت سے اعتراضات کرتے تھے ان کے دلوں میں بہت سے وہم تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے وہم کا یہاں پر انکار کیا ہے اور کافروں کے رسول اللہ ﷺ پر یہ الزامات تھے کبھی کہتے رسول اللہ ﷺ کو کہ آپ کاہن ہیں کبھی کہتے کہ آپ شاعر ہیں کبھی کہتے کہ آپ مجنوں ہیں تو کافر رسول اللہ ﷺ کو مختلف نام دیتے تھے مختلف طریقے سے آپ ﷺ کا وہ مذاق کرتے تھے اب یہاں پر اللہ تعالیٰ کہتے ہیں

آیت نمبر210۔ وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ
ترجمہ۔ اِس (کتاب مبین) کو شیاطین لے کر نہیں اترے ہیں

وَمَا تَنَزَّلَتْ اور نہیں اترے اور نہیں نازل ہوئے **تَنَزَّلَتْ** تنزیل سے ہی ہے اہتمام سے تدریج سے تھوڑا تھوڑا کر کے نہیں اترے **بِهِ** اس کو لے کر کس کو لے کر؟ قرآن مجید کو لے کر نہیں اترے **الشَّيَاطِينُ** شیطان کی جمع ہے اور شیطان کون ہوتے ہیں بھکے ہوئے۔ خود بھکے ہوئے ہوتے ہیں دوسروں کو بھکاتے رہتے ہیں تو قرآن مجید کی تاثیر کیا ہے ؟قرآن مجید اللہ کا اتارا ہوا کلام ہے یہ شیاطین کا اتارا ہوا کلام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ یہاں پر قرآن مجید کی تعریف کر رہے ہیں اس کی حقانیت، اس کی برتری کو واضح کر رہے ہیں **وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ** اس کتاب مبین کو شیاطین لے کر نہیں اترے اور آپ نے سورت الشعراء کے بالکل شروع میں کیا پڑھا تھا **تِلْكَ ءَايَٰتُ ٱلْكِتَٰبِ ٱلْمُبِينِ** (2) کہ یہ جو کتاب رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی ہے یہ کتاب ہے **ٱلْمُبِينِ** واضح کتاب اور آپ نے آیت نمبر 193 میں جس سے آج کا سبق شروع ہوا وہاں پہ کیا پڑھا تھا۔ **وَإِنَّهُۥ لَتَنزِيلُ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں۔ **وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ** اس کتاب مبین کو شیطان نہیں لے کر اترے اگر اہل مکہ یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ معاذ اللہ کاہن ہیں یا عام کاہنوں کی طرح ان پر قرآن شیاطین کاہن آ کر القا کر جاتے ہیں تو یہ غلط بات ہے کیونکہ وہ رسول اللہ کو کبھی کاہن کہتے تھے کبھی یہ کہتے تھے کہ یہ جو فرشتہ قرآن لے کر آتا ہے یہ فرشتہ دراصل کیا ہے ؟ فرشتہ نہیں شیطان ہے کبھی کہتے تھے کہ آپ کاہن سے سیکھ لیتے ہیں عام کاہنوں کی طرح اور پھر آ کر بتاتے ہیں تو کہا **وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ** اس کی نفی کی پھر اس کی وجوہات بتائیں ہیں پہلی وجہ کیا ہے

آیت نمبر211۔ وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَطِيعُونَ
ترجمہ۔ نہ یہ کام ان کو سجتا ہے، اور نہ وہ ایسا کر ہی سکتے ہیں

وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ اور جو کاہن لوگ ہوتے ہیں جو شیطان ہوتے ہیں ان کو یہ کام سجتا ہی نہیں ہے یعنی قرآن جیسا کلام اتنے خوبصورت دلائل خدا پرستی کی تعلیم تو کاہن تو بت پرستی کی تعلیم دیتے ہیں قرآن آخرت کا خوف دلاتا ہے اور (کاہن تو ظالم اور بد اخلاق ہوتے ہیں) یعنی بد اخلاقی کی تعلیم دیتے ہیں تو نبی کا کردار اور شیاطین کا مزاج ان دونوں میں کہاں نسبت ہے کاہن لوگوں میں فساد ڈلوائیں برائیوں کی رغبت دلائیں جب لوگ کاہنوں کے پاس جاتے تھے تو سوال کیا پوچھتے تھے کہ عاشق و معشوق ملے گا کے نہیں۔ کاہن کون ہوتے تھے ؟ جن کے بارے میں وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ غیب جانتے ہیں وہ ان کی قسمت کا حال بتا سکتے ہیں وہ یہ سمجھتے تھے کہ کاہن ان کی رہنمائی کر سکتے ہیں تو اللہ تعالی نے یہاں پر کیا بات بتائی کہ جو کاہنوں کا کردار ہے اور ایک نبی کا کردار ہے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ **وَمَا يَنبَغِي لَهُمْ** تو پہلی بات کیا ہے کہ شیطانیت جو ہے اس کی صفت ہوتی ہے گمراہی۔ شیطان گمراہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں مثلاً جوا کھیلیں گے تو کونسا جوا ٹھیک رہے گا وہ کاہنوں کے پاس یہ جاکر پوچھتے (کہانت کرتے تھے وہ لوگ) اسی

طرح فلاں شخص کا اونٹ کسی نے چوری کر لیا ہے وہ اونٹ ملے گا کہ نہیں اس طرح کے مسائل وہ کاہنوں کے پاس جاکر پوچھتے تھے آپ سورت النساء میں بھی اس کی تفصیل پڑھ چکی ہیں۔ **أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَٰؤُلَاءِ أَهْدَىٰ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا (51)** جو باطل معبودوں اور جبت پر ایمان لاتے تھے تو کافروں کے بارے میں وہ کہتے تھے کہ ایمان لانے والوں سے تو یہی زیادہ ہدایت پر ہیں اور **جبت** کیا ہوتا ہے بت ، کاہن یا ساحر جھوٹے معبود حدیث میں آتا ہے پرندے اڑا کر خط کھنیچ کر فال گیری کرنا بدشگونی لینا یہ جبت ہے یہ سب شیطانی کام ہیں اور یہود میں یہ سب چیزیں عام تھیں۔ شیطان کاہن ایسا کلام نہیں سنا سکتے یہ کیسے کہتے ہیں کہ نبی کسی کاہن سے سیکھتے ہیں دوسری بات **وَمَا يَسْتَطِيعُونَ** ان کے اندر طاقت ہی نہیں ہے قدرت ہی نہیں ہے کہ وہ ایسا کر سکیں یعنی ان کے بس میں ہی نہیں ہے اور آپ جانتے ہی ہیں ان کی شیطانی فطرت ہے، نیت خراب ہے، ارادے ناپاک ہیں جب مقاصد ان کے غلط ہیں، خبیث ہیں تو ایسا کیسے ہو سکے کہ وہ ایسا قرآن نازل کر دیں تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے اللہ رب العزت کہہ رہے ہیں نا وہ ایسا کر ہی سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو یہ کام سجتا ہے

آیت نمبر 212- إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ
ترجمہ۔ وہ تو اس کی سماعت تک سے دُور رکھے گئے ہیں

تیسری بات کہی کہ بےشک وہ لوگ جو کاہن ہیں مجنوں دیوانے ہیں بے شک شیطان صفت لوگ ہیں **السَّمْعِ** سننا یعنی وہ اس کی سماعت تک سے بھی دور رکھے گئے ہیں **لَمَعْزُولُونَ** یہ اسم مفعول ہے جمع مذکر اور اس کےمعنی کیا ہیں قرآن کے اندر شیطان دخل اندازی نہیں کر سکتا ہے جب سنتے ہی نہیں ہیں،سن ہی نہیں سکتے اور سن کر اس میں داخل اندازی کیسے کریں گے ۔ سورت الجن 8،9 میں ہے خود جنوں نے اعتراف کیا کہ **وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَشُهُبًا** (8) ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو دیکھا **مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا** کہ اس کو بھر گیا ہے پہرے داروں سے شَدِيدًا شدید پہرے داروں سے **وَشُهُبًا** اور شہابوں سے **وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ** اور ہم اس میں مختلف ٹھکانوں میں جب سننے کے لئے بیٹھتے تھے (پھر ہوتا کیا تھا) **فَمَنْ يَسْتَمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَصَدًا(9)** اب ہم میں سے جو کان لگائے گا وہ اپنی گھات میں ایک شہاب کو پائے گا۔ پہلے کیا ہوتا تھا قرآن کے نازل ہونے سے پہلے نبی کے آنے سے پہلے شیطان ملاءاعلیٰ کی باتوں سے سن گن لے لیتے تھے پتہ کر لیتے تھے تھوڑا بہت جیسے کان لگانا ٹوہ لگانا کوئی بات سن کر اٹھ کھڑے ہونا، بھاگ کھڑےہونا لیکن سورت الجن سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نظام ملکوت تھا جہاں پر فرشتے تھے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام کےذریعے قرآن بھیجا جاتا تھا توسنایا جا رہا ہےتو کوئی سن گن نہ لے لے آپ نے وہ مفہوم **حدیث۔** پڑھی تھی کہ بادل کو حکم دیا کہ فلاں جگہ جا کر برسو تو ایک آدمی نے بھی اس بات کو سنا تھا توکبھی سن گن لے لینا تو اللہ اس آیت میں بتا رہے ہیں **إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ** کہ قرآن شیطانی دخل اندازیوں سے محفوظ ہے ہر قسم کی شیطانی مداخلت سے اللہ نے اس کو محفوظ رکھا ہے کہ جب اللہ قرآن مجید روح الامین کو دیتے وہ نبی کے دل پر نازل کرتے تو پہلے شیطان کچھ سن گن کی کوشش کرتے تھے لیکن جب یہ کلام نازل کیا گیا تو ارد گرد کڑا پہرا مقرر کر دیا گیا اور اس کی وجہ کیا تھی کہ باطل کی اس میں آمیزش نہ ہو سکے اور قرآن کو شیاطین چوری چھپے سننے کی کوشش نہ کر سکیں اوراگروہ کوشش کرتے تو شہاب ثاقب اسکا پیچھا کرتا اور وہ بھاگ کھڑے ہوتے تو اسی بات کا یہاں پر اشارہ کیا گیا ہے

آیت نمبر213- فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ

ترجمہ۔ پس اے محمد ﷺ اللّٰہ کے ساتھ کسی دُوسرے معبُود کو نہ پکارو، ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے

پس اے محمد ﷺ اللّٰہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نا پکارو **فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ** اللّٰہ کو چھوڑ کر دوسروں کو نا پکاریں **إِلَٰهًا آخَرَ** دوسرا **الٰہ** (آخری نہیں ہے **آخَرَ** کوئی دوسرا) **فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ** تو ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے **معذب** کی جمع ہے **الْمُعَذَّبِينَ** جس کو عذاب دیا جائے سزا دی جائے اب آپ دیکھیں رسول اللّٰہ ﷺ کو اصل میں کہا جا رہا ہے لیکن جو منکرین اور کافر تھے ان کو سنایا جا رہا ہے رسول اللّٰہ ﷺ تو سب سے بڑھ کر توحید پرست تھے تو کہا یہ جا رہا ہے کہ دوسرے لوگ بچ جائیں وہ سنبھل جائیں اب سوال یہ پیدا ہو رہا ہے بات ہو رہی تھی شیاطین کی اور کاہنوں کی اور درمیان میں ذکر آگیا توحید کا اس کی کیا وجہ ہے ؟اصل میں کسی کے پاس جا کر اپنی قسمت کا حال معلوم کرنا یہ بھی شرک ہے اور ستارے بولتے ہیں یہ ہفتہ کیسا رہے گا ،کالا کوا اس سے شگون لینا، کالا رنگ، الٹا جوتا، پائنچہ الٹا ہو گیا یا پھر نمبر (کوئی کہتا ہے 9 نمبر ٹھیک نہیں ہے ہمارے لئے 11 نمبر ٹھیک نہیں ہے) کوئی کہتا ہے فلاں دن ہمارے لئے جیسے اہل کتاب میں یا پچھلی قوموں سے یہ بات ان کے ہاں آگئی کہ بدھ کا دن وہ اچھا نہیں سمجھتے کہ منحوس ہے کہ عذاب شروع ہوا تو جو بات سامنے آرہی ہے وہ کیا ہے کہ یہ ساری باتیں شرک ہیں اور ہمیں بھی جائزہ لینا چاہئے اس بات کا کہ آج بھی تعلیم، قرآن عام ہونے کے بعد بھی لوگوں کے عقیدے کیسے ہیں کوئی پتھر سے، لکڑی سے، رنگ سے کسی درخت سے لوگ شگون لیتے ہیں جانور کو اڑا کر شگون لینا مختلف چیزوں سے شگون لیتے ہیں تو یہ چیزیں ساری کیا ہیں یہ چیزیں حرام ہیں یہ **جبت** ہیں تو کاہن بھی کیا کرتے تھے؟ کاہن ان کو قسمت کا حال بتاتے تھے تو بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ جو بات کرتا ہے کچھ کچھ ٹھیک بات بھی کرتا ہے وہ لوگوں کی آزمائش ہو جاتی ہے وہ کہتے ہیں لو جی ان کو یہ بات پتہ ہے کہ ہمارے ساتھ کبھی ایسا ہوا تھا تو اس نے کوئی سن گن لی کوئی بات اس کو پتہ چل گئی یا کہیں سے اس نے ایسے لوگ چھوڑے ہوئے ہوتے ہیں جس سے پتہ کر لیتے ہیں اور وہ کچھ باتیں سامنے رکھتے ہیں تو پھر لوگ کیا کرتے ہیں کہ نقد دین اپنا وہیں پر بیچ آتے ہیں تو ایسا کرنا ایسے لوگوں کے پاس جانا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں میں یقین تھوڑی کرتی ہوں بس میں ایسے ہی اس کو یہ ہفتہ کیسا رہے گا اور تاریخ پیدائش سے لوگ کہ میری تاریخ پیدائش میرا ستارہ کون سا ہے اور پھر اچھا تجارت میں برکت ہوگی ،سفر ٹھیک رہے گا کہ نہیں، شادی کر دوں کہ نہیں، منگنی کروں کہ نہیں پھر اس طرح کی لوگ باتیں کرتے ہیں تو یہ ساری چیزیں کیا ہیں یہ شرک ہیں اور یہ اہل مکہ کرتے تھے یہ اور آج جو ہے اگر امت مسلمہ میں سے ایسا لوگ کرتے ہیں تو یہ چیز جو ہے وہ حرام ہے اور رسول اللّٰہ ﷺ کی وہ حدیث تو آپ کو یاد ہو گی جو پہلے بھی آپ نے سنی تھی جس سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ یعنی اس کا نچوڑ کیا ہے کہ **مفہوم حدیث** " اگر کوئی کسی کاہن کے پاس گیا تو وہ رسول اللّٰہ ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات پر ایمان نہیں لایا"۔ تو ایمان کا خطرہ ہے جانے میں پوچھنے میں پتہ کرنے میں ہاتھ دکھانا ستاروں سے قسمت کا حال پتہ کرنا اور اس طرح کی بہت سے باتیں تو کیا کرنا ہے توحید پرست بننا ہے رسول کو کہا جا رہا ہے کہ ورنہ تم بھی سزا پانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے پھر میرا اور آپ کا شمار کن لوگوں میں ہوگا

آیت نمبر214۔ وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ

ترجمہ۔ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ

اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ آپ دیکھ لیجئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی سب سے پہلے اپنے گھر میں دعوت دی پھر اپنی قوم کو دعوت دی تو اب کیا کہا جا رہا ہے کہ اپنے قریب ترین رشتہ دار جو ہیں ان کو آپ ڈرائیے اس کا مطلب کیا ہے کہ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو رشتہ دار ہیں جو خاندان ہے جو عزیز ہیں ان کے لئے بھی کوئی رعایت نہیں ہے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ **عَشِيرَتَكَ** **(ع ش ر)** سے ہے جیسے **عشرہ** دس اسی سے یہ لفظ کنبہ قبیلہ رشتہ دار کے لئے یہ استعمال ہونے لگا کہ جو بھی آپ کے قریبی لوگ ہیں اس آیت کے نزول کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اپنے دادا کی اولاد کو خطاب فرمایا اور ایک ایک کو پکار کر صاف صاف کہہ دیا کہ اے بنی عبد المطلب ، اے عباس ، اے صفیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی ، اے فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ، تم لوگ آگ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کر لو ، میں خدا کی پکڑ سے تم کو نہیں بچا سکتا ، البتہ میرے مال میں سے تم لوگ جو کچھ چاہو مانگ سکتے ہو ۔ پھر آپ نے صبح سویرے صفا کے سب سے اونچے مقام پر کھڑے ہو کر پکارا یا صباح (ہائے صبح کا خطرہ) ، اے قریش کے لوگو ، اے بنی کعب بن لُؤیّ ، اے بنی مرّہ ، اے آل قُصَیّ ، اے بنی عبد مَناف ، اے بنی عبد شمس ، اے بنی ہاشم ، اے آل عبد المطلب ۔ اس طرح قریش کے ایک ایک قبیلے اور خاندان کا نام لے لے کر آپ نے آواز دی ۔ عرب میں یہ قاعدہ تھا کہ جب صبح تڑکے کسی اچانک حملے کا خطرہ ہوتا تو جس شخص کو بھی اس کا پتہ چل جاتا وہ اسی طرح پکارنا شروع کر دیتا اور لوگ اس کی آواز سنتے ہی ہر طرف سے دوڑ پڑتے ۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آواز پر سب لوگ گھروں سے نکل آئے ، اور جو خود نہ آ سکا اس نے اپنی طرف سے کسی کو خبر لانے کے لئے بھیج دیا ۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لوگو ، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ اس پہاڑ کے دوسری طرف ایک بھاری لشکر ہے جو تم پر ٹوٹ پڑنا چاہتا ہے تو کیاتم میری بات سچ مانو گے ؟ سب نے کہا ہاں ، ہمارے تجربے میں تم کبھی جھوٹ بولنے والے نہیں رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اچھا تو میں اللہ کا سخت عذاب آنے سے پہلے تم کو خبردار کرتا ہوں ۔ اپنی جانوں کو اس کی پکڑ سے بچانے کی فکر کرو ۔ میں اللہ کے مقابلے میں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا ۔ قیامت میں میرے رشتہ دار صرف متقی ہوں گے ۔ ایسا نہ ہو کہ دوسرے لوگ نیک اعمال لے کر آئیں اور تم لوگ دنیا کا وبال سر پر اٹھائے ہوئے آؤ ۔ اس وقت تم پکارو گے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ، مگر میں مجبور ہوں گا کہ تمہاری طرف سے منہ پھیر لوں گا۔ البتہ دنیا میں میرا اور تمہارا خون کا رشتہ ہے اور یہاں میں تمہارے ساتھ ہر طرح کی صلہ رحمی کروں گا (اس مضمون کی متعدد روایات بخاری ، مسلم ، مسند احمد ، ترمذی ، نسائی اور تفسیر ابن جریر میں ملتی ہیں) تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ جو قریبی لوگ ہیں جو رشتہ دار ہیں ان کو ڈرانا چاہئے اور ہمیں یہ بات پتہ بھی چلتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ قریبی رشتہ داروں کے لئے دعوت ایمان کے لئے دعوت طعام آپ نے کی تھی ہم دعوت طعام تو بہت کرتے ہیں دعوت ایمان نہیں کرتے اور دعوت طعام میں آپ نے باقاعدہ دعوت ایمان دی باقاعدہ آپ نے تقریر کی تو کیا بات پتہ چلتی ہے کہ ہمیں بھی دعوت طعام میں باقاعدہ درس کا اہتمام کرنا چاہئے دعوت دینی چاہئے بتانا چاہئے گھر والوں کو اب یہاں بھی یہ کہا گیا کہ **وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ** اور ڈرائیے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اب اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف خاندان والوں کو ڈرانا ہے اور دوسروں کو نہیں ڈرانا بلکہ کیا ہے یہاں پر اللہ تعالی نے حکم دے دیا ایک اصول واضح کر دیا کہ سب سے پہلے اپنا آپ پھر گھر والے پھر اس کے بعد رشتہ دار پھر اس کے بعد قوم اور پھر پوری دنیا تک یہ پیغام پہنچنا چاہئے تو نبی کا منصب کیا ہے ؟خود عمل کرے اور وہ خود سب سے بڑھ کر عمل کرنے والا ہوتا ہے۔ مثلاً سود کے بارے میں آپ نے کیا کہا تھا " زمانہ جاہلیت کا ہر سود جو لوگوں کے ذمے تھا میرے ان قدموں تلے روند ڈالا گیا ۔ اور سب سے پہلے جس سود کو میں ساقط کرتا ہوں وہ میرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا ہے (واضح رہے کہ سود کی حرمت کا حکم آنے سے پہلے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سود

پر روپیہ چلاتے تھے اور ان کا بہت سا سود اس وقت لوگوں کے ذمے وصول طلب تھا) ۔ ایک مرتبہ چوری کے جرم میں قریش کی ایک عورت فاطمہ نامی کا ہاتھ کاٹنے کا آپ نے حکم دیا ۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اس کے حق میں سفارش کی ۔ اس پر آپ نے فرمایا خدا کی قسم ، اگر محمد ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا "۔
تو آپ سب سے بڑھ کر عمل کرنے والے تھے تو کیا ہے کہ دعویٰ کرنا ہے دوسری بات کیا پتہ چلتی ہے کہ جب دعویٰ کریں تو دو حکم دئیے گئے اور وہ کیا ہیں؟

آیت نمبر 215۔ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
ترجمہ۔ اور ایمان لانے والوں میں سے جو لوگ تمہاری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ

اور آپ نیچے کر لیجئے **وَاخْفِضْ** **(خ ف ض)** کا معنی ہوتا ہے اپنے آپ کو جھکا لیجئے اپنے آپ کو نیچے کر لیجئے جیسے ایک ہوتا ہے کہ آواز کو نیچے کرنا اس کے لئے آپ پڑھ چکیں ہیں **غَضَّ (غ ض ض)** اور ایک ہوتا ہے بدن کو جھکانا **رَكَعَ** ایک ہوتا ہے شرمندگی سے سر جھکا لینا **نَكَسَ** لیکن یہاں پہ **خَفَضَ** ہے **(خ ف ض)**جھکانا یا پست کرنا یہ عام لفظ ہے ظاہری طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور معنوی طور پر بھی استعمال ہوتا ہے کہ آپ جھکا لیجئے کس کو **جَنَاحَكَ** کا معنی کیا ہے کہ اپنے کندے کو جھکا لیجئے اے محمد ﷺ آپ اپنے کندوں کو جھکا لیجئے اس کا مطلب کیا ہے؟ کہ ایمان لانے والوں کو اپنی شفقت کے بازوؤں کے نیچے چھپا لیجئے جیسے پروں کو ان کے لئے بچھا لیا جائے **جَنَاح** پرندے کے پر کو کہتے ہیں پروں کو ان کے لئے بچھا لیجئے نیچے کر دیجئے اس سے مراد کیا ہے آپ نرمی اختیار کیجئے آپ تواضع اختیار کیجئے آپ شفقت اختیار کیجئے شفقت کیا ہے ؟ نرمی آپ دیکھیں پرندہ جب اترتا ہے تو پروں کو پوری طرح بچھاتا ہے پوری طرح نیچے کرتا ہے اور رفتار نرم کرتا ہے جہاز بھی اسی طرح ہوتا ہے اترتے وقت تو یہاں پہ کیا ہے **وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ** کہ آپ اپنے جو کندھے ہیں ان کو نیچے کر لیجئے **لِمَنِ** اس شخص کے لئے **اتَّبَعَكَ** جو آپ کا اتباع کرے **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ** ایمان لانے والوں سے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آپ کی پیروی اختیار کریں آپ ان کے ساتھ تواضع کے ساتھ پیش آئیں جو لوگ بھی ایمان لے آئیں آپ کے رشتہ داروں میں سے اور عام لوگوں میں سے آپ ان سے نرمی کا رویہ اختیار کریں

آیت نمبر216۔ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ
ترجمہ۔ لیکن اگر وہ تمہاری نافرمانی کریں تو ان سے کہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے میں بری الذ مہ ہوں

فَإِنْ عَصَوْكَ اور جو معصیت اختیار کریں جو نافرمانی کریں جو انکار کریں **فَقُلْ** تو کہہ دیجئے **إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ** کہ تم جو کچھ کرتے ہو میں اُس سے بری الذمہ ہوں مطلب یہ ہے کہ بے شک اگرچہ آپ ﷺ کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اگر وہ آپ ﷺ کا انکار کر دیں تو پھر آپ ﷺ بھی ان سے اعلان برأت کر دیں آپ بتا دیجئے کہ پھر **مکذبین** کے لئے عذاب ہے **إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ** رشتہ دار ہوں یا عام لوگ ہوں اور گویا کہ تعلیم دی جاری ہے **"الحب في الله والبغض في الله"** یعنی اللہ کیلئے محبت اور اللہ کیلئے ناراضگی ہونی چاہئے اپنے اور غیر کی کوئی تمیز نہیں ہے پھر فرمایا

آیت نمبر217۔ وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ

ترجمہ۔ اور اُس زبردست اور رحیم پر توکل کرو

اور آپ توکل کیجئے بھروسہ کیجئے کس پر جو غالب ہے اور جو رحیم ہے آپ دیکھ لیجئے یعنی اعلانِ برأت جب آپ کر لیں تو نتائج کی فکر نہ کریں یہاں پہ رسول اللہ ﷺ کو بتایا جارہا ہے کہ جب آپ اعلانِ برأت کر لیں تو آپ کسی سے نہیں ڈریں آپ پریشان نہ ہوں بلکہ آپ اس اللہ پر بھروسہ کر لیجئے اس اللہ کو اپنا وکیل بنا لیں جو زبردست بھی ہے اور رحیم بھی ہے اور جس کی پشت پر اللہ جیسا عزیز ہو دنیا اس کو نیچا نہیں دکھا سکتی مولانا مودودی رحمہ اللہ علیہ کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی انہوں نے یہ کہا تھا کہ قادیانی کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے تو اس لئے وہ کافر ہیں تو ان کو جیل میں ڈال دیا گیا تھا اور سزائے موت سنائی گئی تھی پھانسی کی سزا اور جتنے اسلامی ملک تھے دنیا بھر میں احتجاج ہوا اور حکومت کو کہا جا رہا تھا کہ وہ غلط کر رہی ہے اور ان سے لوگوں نے کہا تھا کہ آپ معافی مانگ لیں گورنمنٹ نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے اگر یہ معافی مانگ لیں اپنی غلطی کی کہ اس نے یہ بات غلط کہی ہے تو ہم اس کو معاف کر دیں گے اور بعض دوستوں نے بھی کہا تو آپ نے کہا تھا کہ جب تک اللہ نہ چاہے یہ اُلٹے بھی لٹک جائیں سب مل کر یہ مجھے لٹکا نہیں سکتے اور اگر اللہ نے میرے قسمت میں یہ لکھی ہے تو پھر مجھے وہ منظور ہے اور اگر اللہ نے میرے لئے رہائی لکھی ہے تو یہ اُلٹے بھی لٹک جائیں تو مجھے پھانسی نہیں دے سکتے اور انہوں نے معافی مانگنے سے انکار کر دیا تھا اور بعد میں ان کو جیل سے رہا کر دیا گیا اور وہ جیل میں تھے تو انہوں نے "**تفہیم القرآن**" لکھی، اس کا آغاز کیا تو یہ ہے اصل بات **وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ** اور اس زبردست اور رحیم پر توکل کرو یعنی اللہ تعالی کی خاطر اللہ کے کام میں جان لڑائی جائے اللہ کوششوں کو کبھی رائیگاں نہیں کرتا اور پھر پریشان نہ ہوا جائے اور وہ اللہ کیسا ہے وہ زبردست بھی ہے سزا بھی لوگوں کو دے گا جو غلطی کریں گے الرحیم اور رحم کرنے والا ہے جو معافی مانگیں گے ان پر رحم بھی کرے گا

آیت نمبر218۔ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ
ترجمہ۔ جو تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے ہو

جو تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے ہو تو یہاں پر اس کے کیا معنی ہیں؟ **حِينَ تَقُومُ** مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں پر رسول اللہ ﷺ کی تعریف کی گئی ہے تحسین کی گئی ہے کہ جب آپ راتوں کو شب بیداری کے لئے اٹھتے ہیں تہجد کے لئے اٹھتے ہیں دعائیں کرتے ہیں تو وہ اللہ تمہیں دیکھتا ہے ایک تو اس کے یہ معنی ہیں **الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ** وہ اللہ تمہیں دیکھتا ہے جب تم راتوں کو اٹھتے ہو یہ تمہاری سرگرمی تمہاری شب بیداری یہ اللہ کو بڑی پسند ہے **الَّذِي يَرَاكَ** وہ اللہ تمہیں دیکھتا ہے **حِينَ تَقُومُ** جب تم اٹھتے ہو تو ایک تو ہے نماز کے لئے اٹھنا دوسرا مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر اٹھنے سے مراد ہے فریضہِ رسالت ادا کرنے کے لئے اٹھنا حق کا پیغام دینا اور باطل سے منع کرنا تو جب آپ یہ کام کرنے کے لئے اٹھتے تھے اور لوگ آپ کے ساتھ برا سلوک کرتے تھے تو اللہ تعالی نے آپ کو اکیلے تھوڑی چھوڑ دیا ہے اللہ تعالی آپ کو دیکھ رہے ہیں **الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ** یہ اس کے معنی ہیں

آیت نمبر219۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ
ترجمہ۔ اور سجدہ گزار لوگوں میں تمہاری نقل و حرکت پر نگاہ رکھتا ہے

وَتَقَلُّبَكَ اور تیرا آنا جانا **(ق ل ب)** کے معنی ہوتے ہیں پلٹنا حالت میں تبدیلی ہونا قلب دل کو بھی کہتے ہیں انقلاب جب اور کسی کی حکومت آجاتی ہے تو تقلب کے معنی ہیں آنا جانا، **آمد شد،** یعنی گویا کہ آنے جانے میں بہت زیادہ کبھی آنا کبھی جانا **وَتَقَلُّبَكَ** اور تیرا آنا جانا تمہاری نقل و حرکت" **ک**" کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کے لئے ہے تیری اُلٹ پلٹ آنا جانا **السَّاجِدِينَ** ساجد کی جمع ہے ساجدین تو ساجد کون ہوتا ہے سجدہ کرنے والا تو جو سجدہ گزار لوگ ہیں ان میں تمہارا آنا جانا وہ بھی اللہ دیکھتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے ساتھی وہ کیا کر رہے ہیں؟ وہ بھی سجدے کر رہے ہیں جیسے صحابہ جو تھے وہ عبادت کرتے تھے سجدہ کرتے تھے نیک کام کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کیا کرتے تھے آپ خود تو تہجد پڑھتے ہی تھے دعائیں کرتے تھے مناجات کرتے تھے ساتھ ساتھ صحابہ کو بھی کہتے تھے۔ صحابہ بھی شب بیداری کرتے تھے سجدے کرتے تھے نبی کبھی خود شب بیداری کرتےکبھی مسجد میں جا کر صحابہ کو دیکھتے صحابہ کو شب بیداری کرتے دیکھتے کہ وہ دعا کررہے ہیں عبادت کررہے ہیں تو آپ بہت خوش ہوجاتے جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ جب آزمائش کا آخری مرحلہ آیا تو ایک پہاڑی پر جا کر دعا میں مشغول ہو گئے اپنے شاگردوں کو بھی ہدایت کی کہ وہ جاگیں اور دعا کریں اور فتنے میں نہ پڑیں پھر وہ بار بار اپنے شاگردوں کے پاس یہ دیکھنے کے لئے آئے کہ وہ دعا کر رہے ہیں یا نہیں شاگرد سو جاتے تو ان کو بار بار جگاتے کہ دعا کرو تاکہ فتنے سے محفوظ رہو تو رسول اللہ ﷺ خود کرتے تھے اپنے صحابہ کو تاکید کرتے تھے پھر ان کو دیکھتے تھے کہ میرے ساتھی بھی یہ کام کر رہے ہیں پھر جو ان کی دعائیں، ان کی مناجات اور ان کی شب خیزی ان کی سرگرمیاں جو تھیں اس کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اللہ تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم خود فریضہ رسالت ادا کرتے ہو جب تم راتوں کو اٹھتے ہو اور بعض مفسرین نے **تَقُومُ** کے اور بھی معنی لئے ہیں جیسے بیٹھے ہیں تو اٹھیں یعنی اچھے کام کے لئے آپ اٹھیں لیکن زیادہ تر یہ ہے کہ شب بیداری تہجد کے لئے اٹھنا اور فریضہ رسالت کے لئے اور ویسے بھی فریضہ رسالت میں ساری باتیں آ جاتی ہیں اور سجدہ گزار لوگوں میں **وَتَقَلُّبَكَ** اور آپ کا چلنا پھرنا یعنی رسول اللہ ﷺ جا کر دیکھتے تھے کبھی آتے تھے کبھی جاتے تھے **السَّاجِدِينَ** سجدہ کرنے والوں کو اور سجدہ کرنے والے کون تھے؟ صحابہ ان پر اللہ نگاہ رکھتا ہے یعنی تمام دوڑ دھوپ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی اللہ تعالیٰ دیکھتے ہیں

آیت نمبر220۔ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ
ترجمہ۔ وہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے

اور وہ سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے یعنی جب اللہ پر توکل کیا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وہ اللہ جو عزیز اور رحیم ہے وہی اللہ ہے جو کہ سمیع اور علیم ہے موقع کی مناسبت سے تم دعائیں کرتے ہو تو اللہ سنتا ہے تم دعویٰ کام کرتے ہو لوگ برا بھلا کہتے ہیں اللہ جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا بڑا خوبصورت انداز میں تعارف کروا رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کی تعریف کر رہے ہیں کہ آپ کی زندگی نہ کاہنوں والی ہے نہ شاعروں والی ہے نہ مجنوؤں والی ہے پھر لوگ آپ پر کیسے الزام لگاتے ہیں کبھی آپ ﷺ پر کبھی قرآن پر۔